

## شذرات

### افادات علامہ عبید اللہ سندھی

(۲)

حضرت ابراہیم سے پہلے جن قوموں کا تعلق انبیاء سے ہے وہ سب الحکمتہ کی حامل ہیں۔ ملک کے کسی حصے میں کوئی نبی پیدا ہوا، اس کے شاگردوں نے اپنے گرد کے لوگوں میں حکمت پھیلا دی۔ بس حضرت ابراہیم سے پہلے یہ حکمت کی حامل جماعتیں آمین قوم ہیں جو ہند میں ہوئیں یا ایران اور روم میں یونان میں سب کی ایک ہی سائیکلو جی ہے اور سمجھنے کا ایک ہی طریقہ انسانیت ان میں محصور ہو گئی۔ اس حکمت میں غلطیاں واقع ہوئی ہیں۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ سوچنے میں واسطے بڑھ جانے سے بعد والوں سے غلطیاں سرزد ہوئیں ہیں۔ اس بات کو واضح کرنے کے لیے ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔

یہ واقعہ لوگوں نے ہمیں سنایا۔ تاریخ میں نہیں پڑھا۔ ایک بادشاہ ہے جس کے دربار میں عوام، ہر کہ وہ بلکہ راست پہنچ سکتے ہیں۔ اور اس کے احکام سیدھے سن سکتے ہیں اور ایک ادب بادشاہ ہے جس کے احکام کئی ایک محکموں کے توسط سے دس بیس درجوں میں نیچے اتر کر عوام بچاڑوں تک پہنچتے ہیں۔ اور ان عوام کو کبھی بادشاہ کے رد و اپنی فریاد کرنے کا موقع نہیں ملتا تو بقنا انصاف اول الذکر کی رعایا کو اس طور پر حاصل ہو گا اتنا ہی دوسرے والے نہایت ہی اقل قلیل درجہ پر رہ جاتے ہیں۔

استنبول کے ایک سلطان کو اطلاع پہنچی کہ حرم کے کبوتروں کے لیے انارج نہیں ہے۔

قاعدہ تھا کہ کبوتروں کے لیے غلہ سیدھا استنبول سے بھیجا جاوے فرض کر دو کہ ایک سو من غلہ کافی تھا انھوں نے دس ہزار من بھیجنے کا حکم دیا۔ ایک وزیر نے پوچھا کہ اتنا غلہ کبوتروں کے نام کیا مطلب؛ سلطان نے کہا بتاؤ۔ یہ غلہ کتنے امیروں کے ہاتھوں سے گزرے گا وزیر چند ایک کے نام

گن لیے، سلطان نے کہا کہ اگر سومن بھی وہاں منزل مقصود پر حرم کے کبوتروں کو پہنچ گیا تو غنیمت ہے ایک حاکم میں گیا اسے قسم دلائی گئی کہ رشوت نہیں لے گا جب کہ پہنچا تو کسی نے اسے رشوت نہ دی کہنے لگا اچھی میں نے تو قسم کھائی ہے رشوت نہ دینا۔

انسوس یہ ہے نظام حکومت جسے مسلمان زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اسی میں کوئی شک نہیں کہ حکمت کی ترقی شافیں بننے سے ہوتی ہے لیکن حقیقت سے دوری بھی اس قدر ہو جاتی ہے۔ پہلی سب حکمتوں کے مراکز ایسے ہی تباہ ہو چکے ہیں اب ہمارے ہاں اس کی مثال فقہ حنفی ہے یہ ہارون کے زمانہ میں (مسلمانوں) کو منظم کرنے کا بہترین نظام تھا۔ ہارون کے تمام قاضی ایک ہی قانون پر فیصلہ کرتے تھے اور ان (قضاة) کی اپیل دربار میں ہوتی تھی اور انصاف فی الجملہ سب ہی کو مل جاتا تھا۔ ہارون کے بعد اب تک فرض کر دو کہ ایک ہزار سال سے اس قانون کی شرح اور حاشیہ لکھتے لکھتے ہم اتنے دور تک پہنچ گئے کہ جب مجھے خواہش ہوئی کہ امام صاحب کے اصلی نصوص مجھے ملیں تو تمام کتابیں پڑھ کر یقین ہو گیا کہ یہ ناممکن ہے کیونکہ ان کے اقوال کی شرح، شرح کی شرح اور اصول کے اندر اصول سب آپس میں مل جاتے ہیں اور اصل چیز نہیں ملتی۔

مثلاً ترک نماز کرنے پر کیا سزا ہو؟ غیر حنفی اسے کا فر کہتے ہیں ”اے قید کر دو“ مجھے شک ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث میں کسی جگہ اس قید کا ذکر نہیں ہے فقہ میں کیسے پیدا ہو گیا۔ حنفی پر اعتراض ہوتے ہیں اس لیے میں اصل معلوم کرنے کا شوق رکھتا تھا۔ بہت عرصہ کے بعد فتاویٰ عالمگیری دیکھا اس میں کتاب الزکوٰۃ کے شروع میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ اسلام کا فرض ہے اس کا منکر کا فر ہے اور اس کا چھوڑنے والا قتل کیا جاوے گا۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں پر قتل کا فتوے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں دیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کی مخالفت کی تو جواباً کہا گیا کہ جو شخص زکوٰۃ اور نماز میں فرق کرے گا ہم اسے قتل کریں گے کیونکہ دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ نماز کے ترک پر دونوں کا اتفاق ہے اس لیے انھوں نے نکال دیا کہ زکوٰۃ کا بھی یہی حکم ہونا چاہیئے۔ اور میں حیران تھا کہ صحابہ کے زمانہ تک صرف ترک نماز کے فعل پر قتل کا اتفاق تھا۔

نہیں ہے۔ اب فقہا حنفیہ نے جو قید کی شرط لگائی اور زکوٰۃ پر قتل کی اس کی وجہ کیا ہے ؟  
 میں نے سب کتابیں پڑھیں اور اس کا حل کہیں نہ ملا۔ ایک فارسی کتاب جس کا نام ہے توغیب  
 الصلوٰۃ بخارا کے کسی عالم کی لکھی ہوئی ہے قلمی ہے۔ سندھ میں ملی۔ پھر اس طرح کی عبارت  
 مخدوم محمد ہاشم سندھی کے فتویٰ میں پڑھی اس میں لکھا ہے کہ مَجْبَسٌ تَارَكَ الصَّلَاةَ ثَلَاثَةً  
 أَيَّامٍ ثُمَّ يُقْتَلُ یہ چیز معقول ہے کہ تین دن قید کر کے بعد میں قتل کیا جاتا ہے۔ دیکھو ایک  
 امام کی مات سارہیں کے ٹکڑے میں کیسے گم ہو گئی۔

اسی طرح حکمت جیسے پھیلی ہے اور اصلی اجزاء میں نیچے اترتے ہیں تو اصل سے دور ہو جاتی  
 ہے صحیح بات کتابوں میں نہیں ملتی علم نجوم پورا پڑھ جاؤ خدا کی یاد تک نہیں آتی ۔  
 طب ساری پڑھ جاؤ، خدا کہیں نام کو نہ ملے گا۔ حساب اور ریاضی کی دوسری شاخوں کا بھی  
 ہی حال ہے کہ کہیں خدا کا نام تک نہیں آتا اس لیے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام اور  
 صدیقین علیہم الرضوان سے بہت ہی دور ہو گئی۔ اس لیے اب ابراہیم آتے ہیں اور یہ تمام طریقے  
 منسوخ کر دیتے ہیں۔ اور انسان کے اندر کی امانت کو خدا کی معرفت کا ذریعہ  
 بناتے ہیں۔ ع۔ توئی آنکہ تاسن منعم بامنی (نظامی) یہ ابراہیمی معرفت کا خلاصہ۔ انبیاء کے ہاں طریقہ  
 ہی تھا۔ مگر حکمت کی شاخیں پھٹی پھٹی کہیں کی کہیں پہنچ گئیں اور حضرت ابراہیم نے سب کی  
 سب کاٹ ڈالیں۔ اب ان کے ذریعے سے جو حکم پھیلے گا زیادہ تر حکم تابع ہوں گے۔  
 وہ حکمت کو اپنے حکم میں حکومت ملا لیں گے یہ الکتاب کے مالک ہوں گے۔ یہ علم الکتاب  
 ساری قوموں کا ہے۔

باقی آئندہ